حضرت ثعلبہ بن حاطبؓ سے منسوب روایتِ طلبِ مال کا از سرِ نو تحقیقی جائزہ: اسنادی اور تاریخی تنقیدی مطالعہ

Relationship Reassessing the Wealth Supplication Narrative Attributed to Thalabah bin Hatib:An Isnād-Based and Historical Critical Study

Hafiz Muhammad Ramzan,* ****Dr. Raja Muhammad Zareef

** PhD Research Scholar, Islamic Studies, University of Sialkot.*
***Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Sialkot.*

KEYWORDS

Companions of the Prophet,
Thalabah bin Hatib
Hadith Criticism,
Isnād Analysis,
Misattribution.

ABSTRACT

The Companions of the Prophet Muhammad ﷺ constitute the most authoritative foundation of Islamic history and Prophetic biography (Sīrah), as their beliefs, conduct, and practices represent the primary reference for understanding and implementing Islamic law. Owing to this central position, narratives concerning the Companions have profound doctrinal and historiographical implications. Among the most frequently cited yet highly problematic reports is the narrative attributed to Thalabah bin Hatib, which alleges that he requested the Prophet ﷺ to supplicate for an increase in wealth and subsequently became negligent in fulfilling religious obligations, particularly zakāh and congregational prayer. Some works of tafsīr, ḥadīth, and sīrah further claim that Qurʾānic verses describing a promise-breaking hypocrite were revealed in reference to him. This attribution, however, is historically and critically flawed. The individual mentioned in these verses was Thalabah bin Abī Hatib, a known hypocrite, whereas Thalabah bin Hatib al-Anṣārī was a distinguished Badri Companion who attained martyrdom at the Battle of Uḥud. This article undertakes a critical reassessment of the disputed narrative through an analytical framework grounded in the principles of isnād criticism and al-jarḥ wa al-taʿdīl. It examines the transmission chains, evaluates the reliability of the narrators, and highlights internal textual inconsistencies and historical contradictions. The study demonstrates that the narrative is weak and unreliable and that its attribution to a revered Companion contradicts established historical evidence and foundational principles such as the ʿadālat al-ṣaḥābah. The article concludes by emphasizing the necessity of methodological rigor in handling reports related to the Companions and recommends that references to this incident correctly identify Thalabah bin Abī Hatib rather than Thalabah bin Hatib al-Anṣārī.

تعارف

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اسلامی تاریخ و سیرت کے بنیادی اور پُختہ ستون ہیں جن کی شخصیت، کردار اور عملی نمونہ حدودِ شرع کے فہم اور عملی اطلاق کے لیے اولین شرط کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان کے بارے میں منقول روایات نہ صرف علمی و اعتقادی اثرات رکھتی ہیں بلکہ امت کے مجموعی فکری تشکیل پر بھی گہرے نقوش مرتب کرتی ہیں۔ انہی روایات میں سے ایک مشہور مگر محلِ نظر روایت وہ ہے جو حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ

*Corresponding Author: *Hafiz Muhammad Ramzan*
Email Address: *hafiz54604@gmail.com*

عنہ کے بارے میں "طلبِ مال" اور اس کے نتیجے میں دینی غفلت (ترکِ نماز و زکوٰۃ) سے متعلق بیان کی جاتی ہے۔ اس روایت کے مطابق حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے مال میں وسعت کے لئے خصوصی دعا کی درخواست کی، جس کے نتیجے میں ان پر مال و دولت کی فراوانی ہوئی اور مبینہ طور پر انہوں نے زکوٰۃ اور نماز میں کوتاہی اختیار کی۔ بعد ازاں اس روایت کعام کتب حدیث، کتب تفسیر اور کتب سیرت میں یہ مذکور ہے کہ قرآن مجید کی ان آیات میں جس منافق کی وعدہ خلافی کا ذکر کیا گیا ہے، اس کا نام ثعلبہ بن حاطب بن عمرو انصاری تھا۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ صحیح یہ ہے کہ اس کا نام ثعلبہ بن ابی حاطب تھا اور یہ واقعی منافق تھا۔ اور اول الذکر یعنی حضرت ثعلبہ بن حاطب انصاری بدری صحابی تھے اور جنگ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ پہلے ہم عام روایت کے مطابق اس واقعہ کا ذکر کریں گے۔ پھر یہ واضح کریں گے کہ یہ واقعہ ثعلبہ بن ابی حاطب کا ہے نہ کہ حضرت ثعلبہ بن حاطب انصاری (رضی اللہ عنہ) کا۔ نے سورۂ توبہ کی آیات

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (التوبہ 75:9)

(اور ان (منافقوں) میں (بعض) وہ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر اس نے ہمیں اپنے فضل سے (دولت) عطا فرمائی تو ہم ضرور (اس کی راہ میں) خیرات کریں گے اور ہم ضرور نیکوکاروں میں سے ہو جائیں گے)

فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ (التوبہ 76:9)

(لیکن جب اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دیا تو یہ اس میں بخیلی کرنے لگے اور ٹال مٹول کر کے منہ موڑ لیا۔

محدثین کی ایک بڑی تعداد نے اس روایت کو جرح و تعدیل کرتے ہوئے سند اور متن سخت کمزور اور بعض نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔ جرّح و تعدیل کے اصولی منابج کی روشنی میں اس روایت کے روایت کے حالات، اس کے طرقِ روایت، داخلی متنی تعارضات اور تاریخی سیاق کے متعدد پہلو ایسے ہیں جو اس کی صحت پر سنگین سوالات پیدا کرتے ہیں۔ مزید یہ کہ اس روایت کی بنیاد پر ایک جلیل القدر صحابیؓ کی کردار کشی اور ان کے ایمانی مقام پر اعتراضات اٹھائے جانا علمی و اخلاقی سطح پر اور اسلامی اصولِ "عدالتِ صحابہ" کے تناظر میں مزید باریک بینی کا متقاضی ہے۔

معاصر دور میں جب غیر معتبر، ضعیف اور موضوع روایات عوامی اور سوشل میڈیا پر دوبارہ گردش میں آ رہی ہیں، تو ایسے واقعات کا تحقیقی و تجزیاتی جائزہ نہایت اہمیت اختیار کر چکا ہے۔ زیرِ نظر مقالہ نہ صرف اس روایت کا اسنادی و متنی تجزیہ پیش کرے گا بلکہ اس کے تاریخی پس منظر، تفسیری مصادر، ابتدائی کتبِ سیر و تاریخ، اور محدثین کے منابجِ نقد و تحقیق کا تقابلی مطالعہ بھی شامل کرے گا۔ اس تحقیق کا مقصد اصل واقعے کی حقیقت تک پہنچنا، علمی مغالطات کی اصلاح کرنا، اور ایک معزز صحابیؓ کی شخصیت کے بارے میں رائج بے بنیاد بیانیے کی علمی تردید فراہم کرنا ہے، تاکہ مستند تاریخی فہم کے فروغ کے ساتھ ساتھ علمی امانت داری کے اصول بھی برقرار رہیں اور سیرتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ہونے والی انگشت نمائی کا جواب دیا جا سکے۔

اہمیت وضرورت

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اسلامی فکر، شریعت، اور عملی دین کی اولین نسل ہیں جن کے کردار و افعال سے امت کو تشریعی، اخلاقی اور تربیتی رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ ان کی روایات اور سیرت پر مبنی ہر بیان نہ صرف تاریخی و حدیثی اہمیت رکھتا ہے بلکہ اسلامی علمی روایت کے اندر ایک اصولی مقام بھی رکھتا ہے۔ اس ریسرچ آرٹیکل میں صحابہؓ کے بارے میں گردش کرنے والی وہ روایات جو ان کے ایمان، استقامت یا اخلاقی سیرت پر سوال اٹھاتی ہوں، خصوصی علمی تحقیق کی متقاضی ہوتی ہیں۔ خصوصاً جب وہ روایات ضعیف، منقطع یا موضوع ہونے کے قوی شواہد رکھتی ہوں۔

حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ عنہ کے بارے میں "طلبِ مال کے لیے دعا" اور اس کے نتیجے میں مبینہ دینی غفلت والی روایت انہی محلِ نظر روایات میں سے ہے جسے محدثین کی ایک جلیل القدر تعداد نے اسناداً ومتناً ناقابلِ اعتماد قرار دیا ہے۔ اس کے باوجود یہ روایت عوامی منابر، قصہ گوئی کی مجالس، اور بعض تفسیری مصادر میں بغیر تنقیدی پس منظر کے نقل ہوتی رہی ہے۔ گو یہ روایت متقدمین کی تفاسیر میں بھی ہے مگر یہ بات ہمارے ہاں اکثر اوقات نظر انداز کر دی جاتی ہے کہ کسی بھی مصنف کی کتاب کا مطالعہ کرنے کے لئے سب سے پہلے جو چیز ضروری ہے وہ مصنف کا اسلوب و منہج کا مطالعہ ہونا جو کہ مقدمہ میں دیا ہوتا ہے، جس میں بتا دیا ہوتا ہے کہ وہ اس موضوع سے متعلقہ ہر قسم کی روایت لے کر آئیں گے، حکم نہیں بھی بیان کرتے، ایسے ہی یہ روایت بھی متاخرین مفسرین نے متقدمین سے لی اور نقل کر دی جو پھر نقل ہوتی ہوتی مشہور ہو گئی۔ یہی وجہ ہے کہ خصوصاً منافقین اور اسلاموفوبیا کے مریض طعنِ صحابہ کو اپنا موضوع بنا کر اسلام اور شارعِ اسلام حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے بارے میں مسلم کتب سے ایسی ضعیف و موضوع اور محلِ نظر روایات کا سہارا لے کر زہر اُگل رہے ہیں۔ موجودہ ڈیجیٹل دور میں یہ روایت مزید تیزی سے پھیل رہی ہے، جس کے نتیجے میں ایک جلیل القدر صحابیؓ کی شخصیت غیر مناسب طریقے سے مشتبہ پیش کی جاتی ہے۔ یہ مطالعہ اس روایت کی سند، راویوں کے حالات اور محدثین کے اصولِ جرح و تعدیل کی روشنی میں صحت و سقم کا جامع تجزیہ پیش کرے گا۔ یوں یہ تحقیق حدیث کے مناہج کی علمی تطبیق کا عملی نمونہ بنے گی۔ کمزور اور جھوٹی روایات کے ذریعے صحابہؓ پر الزامات لگانا تاریخ میں فتنوں کا باعث بنتا رہا ہے۔ یہ تحقیق اس اصول کی علمی وضاحت کرے گی کہ صحابہؓ کی عدالت پر ایسے کمزور بیانات کی بنیاد پر اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ بعض تفاسیر میں سورۃ توبہ کی آیت کا شانِ نزول کی نسبت حضرت ثعلبہؓ کی طرف غلط کی گئی ہے، جسے اس ریسرچ آرٹیکل میں اصولی و تاریخی پیمانوں پر پرکھا جائے گا۔ اس سے مفسرین کی رائے کا منہج و اسلوب پتہ چل جائے گا، سوشل میڈیا اور پرنٹ میڈیا کے دور میں غیر محقق روایات کی ترویج نے عام ذہن میں تاریخی ابہام پیدا کیا ہے۔ یہ تحقیق عصری علمی ضرورت پوری کرتی ہے کہ ایسی روایات کا باقاعدہ، علمی اور تحقیقی رد پیش کیا جائے۔ ایک جلیل القدر صحابیؓ کی شخصیت غیر مستند روایت کی بنیاد پر مسخ ہو رہی ہے۔ تحقیق کا مقصد تاریخی امانت داری کی پاسداری کرتے ہوئے اس بیانیے کی علمی اصلاح کرنا ہے۔ یہ تحقیقی مطالعہ ایک سند کی حیثیت سے ثابت کرے گا کہ موجودہ زمانے میں اردو کی عام تفسیروں اور دیگر کتب میں حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے پائی جانے والی روایت جس میں ان کی طرف ترکِ نماز و زکوٰۃ کا طعن کیا جاتا ہے وہ بے بنیاد ہے۔

سوالِ تحقیق

1: حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ عنہ کے متعلق طلبِ مال کی دعا والی روایت اسناد اور متون کے اعتبار سے کہاں تک درُست ہے؟

مقاصدِ تحقیق

1: حدیث کے سند و متن کی تحقیق کے اصولوں کے ذریعے حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ کے متعلق حرصِ مال والی روایت کا تحقیقی جائزہ

2: صحابیِ رسول ﷺ حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی سیرت و کردار کا دفاع کرنا۔

جوازِ تحقیق: آج کے زمانہ میں جس نے چیز نے عوام الناس کو زیادہ متاثر کیا ہے وہ ہے سوشل میڈیا، جس کے مرہونِ منت صدق و کذب کا خیال کئے بغیر کسی بھی بات کو پھیلا دیا جاتا ہے۔ اسلام دشمنی پالنے ولا طبقہ ہر وقت اس تک میں بیٹھا رہتا ہے کہ کب اللہ سبحانہ و تعالیٰ، نبی اکرم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اور قرآن و حدیث کس طرح نشانہ بنایا جائے۔ انہی باتوں میں سے ایک بات یہ ہے کہ صحابیِ رسول ﷺ حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی سیرت و کردار پر وار کیا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ذات پر ہونے والے اعتراضات کا جواب دینے کی غرض سے یہ ریسرچ آرٹیکل لکھنے کی ضرورت پیش آئی۔

منہج و اسلوب: منہج و اسلوب میں فرقہ واریت سے ہٹ کر ہر مکتبہ فکر کے رائے کو لیا گیا ہے۔ عملی اعتبار سے توصیفی تحقیق جبکہ علومِ اسلامیہ کے اعتبار سے سیرتی تحقیق کا منہج اپنایا گیا ہے۔ قرآن مجید کا حوالہ دیتے ہوئے پہلے سورت کا نام پھر سورت نمبر اور پھر آیت نمبر ذکر کیا گیا ہے۔

سابقہ کام کا جائزہ: اس موضوع پر روایتی انداز میں تو بہت لکھا گیا ہے۔ جس میں اس کو محض قصہ کی حد تک دکھایا گیا ہے۔ تاہم اہل علم نے اس موضوع پر قلم کشائی کی ہے۔ جس میں مفسرین، محدثین، سکالرز وغیرہ شامل ہیں۔ تحقیقی نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے تو "قصص لاتثبت" (عربی زبان میں ہے جب کہ ضرورت اس امر کی پیش آئی کہ اردو زبان میں تحقیق ہو) "سیدنا حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ در عدالتِ انصاف" ثعلبہ بن حاطب الصحابی المفتری علیہ" عربی میں لکھی گئی ہیں۔ اس ریسرچ آرٹیکل میں بیانیہ اعتبار سے اجمالاً مضمون کی صورت میں تحریر کیا گیا ہے۔ ابتدائیہ میں فضائلِ صحابہ رضی اللہ عنھم پر چند آیات و احادیث پیش کی گئی ہیں۔ اس کے بعد حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ عنہ کے بارے میں گردش کرتی اس روایت کو پیش کیا گیا ہے جس کی جانچ پڑتال کے لئے تحقیقی آرٹیکل لکھنے کی ضرورت پیش آئی۔ پھر اس روایت کو جرح و تعدیل کے پیمانے پر مفسرین و محدثین کی آراء کو پیش کیا گیا ہے۔ پھر نتائج و سفارشات پیش کئے گئے ہیں۔

سب سے پہلے وہ آیات ملاحظہ فرمائیں جن کی تفسیر میں یہ روایت پیش کی جاتی ہے۔

" وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (التوبہ 75:9)

(اور ان (منافقوں) میں (بعض) وہ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر اس نے ہمیں اپنے فضل سے (دولت) عطا فرمائی تو ہم ضرور (اس کی راہ میں) خیرات کریں گے اور ہم ضرور نیکوکاروں میں سے ہو جائیں گے)

" فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ"(التوبہ 76:9)

(لیکن جب اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دیا تو یہ اس میں بخیلی کرنے لگے اور ٹال مٹول کر کے منہ موڑ لیا)

"فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ"(التوبہ 77:9)

(پس اس نے ان کے دلوں میں نفاق کو (ان کے اپنے بخل کا) انجام بنا دیا اس دن تک کہ جب وہ اس سے ملیں گے اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ سے اپنے کئے ہوئے عہد کی خلاف ورزی کی اور اس وجہ سے (بھی) کہ وہ کذب بیانی کیا کرتے تھے)

مندرجہ بالا آیات کی تفسیر میں، کتب تفسیر اور کتب سیرت میں یہ مذکور ہے کہ قرآن مجید کی ان آیات میں جس منافق کی وعدہ خلافی کا ذکر کیا گیا ہے، اس کا نام ثعلبہ بن حاطب بن عمرو انصاری تھا۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ صحیح یہ ہے کہ اس کا نام ثعلبہ بن ابی حاطب تھا اور یہ واقعی منافق تھا۔ اور اول الذکر یعنی حضرت ثعلبہ بن حاطب انصاری بدری صحابی تھے اور جنگ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ پہلے ہم عام روایت کے مطابق اس واقعہ کا ذکر کریں گے۔

سب سے پہلے وہ روایت پیش کرتے ہیں اور پھر اس پر جرح و تعدیل کریں گے۔ پوری روایت عربی متن کے ساتھ ملاحظہ کیجیے:۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ «أَنَّ ثَعْلَبَةَ بْنَ حَاطِبٍ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَرْزُقَنِي مَالًا۔قَالَ:" وَيْحَكَ يَا ثَعْلَبَةُ، قَلِيلٌ تُؤَدِّي شُكْرَهُ خَيْرٌ مِنْ كَثِيرٍ لَا تُطِيقُهُ، أَمَا تُرِيدُ أَنْ تَكُونَ مِثْلَ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَوْ سَأَلْتُ اللَّهَ - عَزَّ وَجَلَّ - أَنْ تَسِيلَ لِيَ الْجِبَالُ ذَهَبًا وَفِضَّةً لَسَالَتْ ". ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَرْزُقَنِي مَالًا، وَاللَّهِ لَئِنْ آتَانِيَ اللَّهُ مَالًا لَأُوتِيَنَّ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: " اللَّهُمَّ ارْزُقْ ثَعْلَبَةَ مَالًا، اللَّهُمَّ ارْزُقْ ثَعْلَبَةَ مَالًا، اللَّهُمَّ ارْزُقْ ثَعْلَبَةَ مَالًا.قَالَ: فَاتَّخَذَ غَنَمًا، فَنَمَتْ كَمَا يَنْمُو الدُّودُ حَتَّى ضَاقَتْ عَلَيْهِ أَزِقَّةُ الْمَدِينَةِ، فَتَنَحَّى بِهَا، وَكَانَ يَشْهَدُ الصَّلَاةَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَيْهَا، ثُمَّ نَمَتْ حَتَّى تَعَذَّرَتْ عَلَيْهِ مَرَاعِي الْمَدِينَةِ، فَتَنَحَّى بِهَا، فَكَانَ يَشْهَدُ الْجُمُعَةَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَيْهَا، ثُمَّ نَمَتْ فَتَنَحَّى بِهَا، فَتَرَكَ الْجُمُعَةَ وَالْجَمَاعَاتِ، فَيَتَلَقَّى الرُّكْبَانَ فَيَقُولُ: مَاذَا عِنْدَكُمْ مِنَ الْخَبَرِ؟ وَمَا كَانَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ؟ وَأَنْزَلَ اللَّهُ - تَعَالَى - عَلَى رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: {خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا} وَاسْتَعْمَلَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - عَلَى الصَّدَقَاتِ رَجُلَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ وَرَجُلًا مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ، فَكَتَبَ لَهُمْ سَنَةَ الصَّدَقَةِ وَأَسْنَانَهَا وَأَمَرَهُمْ أَنْ يُصَدِّقَا النَّاسَ، وَأَنْ يَمُرَّا بِثَعْلَبَةَ فَيَأْخُذَا مِنْهُ صَدَقَةَ مَالِهِ، فَفَعَلَا حَتَّى دَفَعَا إِلَى ثَعْلَبَةَ، فَأَقْرَآهُ كِتَابَ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَقَالَ: صَدِّقَا النَّاسَ، فَإِذَا فَرَغْتُمْ فَمُرُّوا بِي، فَفَعَلَا، فَقَالَ: [وَاللَّهِ] مَا هَذِهِ إِلَّا أُخَيَّةُ الْجِزْيَةِ. فَانْطَلَقَا حَتَّى لَحِقَا بِرَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: {وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللَّهَ لَئِنْ آتَانَا مِنْ فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّالِحِينَ - فَلَمَّا آتَاهُمْ مِنْ فَضْلِهِ بَخِلُوا بِهِ وَتَوَلَّوْا وَهُمْ

مُعْرِضُونَ }إِلَى قَوْلِهِ: "" يَكْذِبُونَ "" قَالَ: فَرَكِبَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ قَرِيبٌ لِثَعْلَبَةَ رَاحِلَتَهُ حَتَّى أَتَى ثَعْلَبَةَ، فَقَالَ: وَيْحَكَ يَا ثَعْلَبَةُ، هَلَكْتَ، قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ فِيكَ مِنَ الْقُرْآنِ كَذَا، فَأَقْبَلَ ثَعْلَبَةُ وَقَدْ وَضَعَ التُّرَابَ عَلَى رَأْسِهِ وَهُوَ يَبْكِي وَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَلَمْ يَقْبَلْ مِنْهُ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -[صَدَقَتَهُ حَتَّى قَبَضَ اللَّهُ رَسُولَهُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -] ثُمَّ أَتَى أَبَا بَكْرٍ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ قَدْ عَرَفْتَ مَوْضِعِي مِنْ قَوْمِي وَمَكَانِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَاقْبَلْ مِنِّي، فَأَبَى أَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ، ثُمَّ أَتَى عُمَرَ فَلَمْ يَقْبَلْ مِنْهُ، ثُمَّ أَتَى عُثْمَانَ فَلَمْ يَقْبَلْ مِنْهُ، ثُمَّ مَاتَ ثَعْلَبَةُ فِي خِلَافَةِ عُثْمَانَ" (ابنِ کثیر: 2011ء)

حضرت ابو امامہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ ثعلبہ بن حاطب انصاری، رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور کہا: یارسول اللہ ﷺ! اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ مجھے مال عطا فرمائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم پر افسوس ہے اے ثعلبہ! کم مال ہو اور تم اس کا شکر ادا کرو یہ اس سے بہتر ہے کہ زیادہ مال ہو اور تم اس کا شکر نہ ادا کر سکو۔ وہ پھر دوبارہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ دعا کیجئے کہ اللہ مجھے مال عطا فرمائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ثعلبہ! افسوس ہے کیا تم یہ نہیں چاہتے ہو کہ تم رسول اللہ ﷺ کی مثل ہو جائو؟ اللہ کی قسم! اگر میں سوال کروں کہ پہاڑ میرے لیے سونا اور چاندی بہائیں تو وہ ضرور بہائیں گے۔ وہ پھر آیا اور کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! میرے لیے اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے مال عطا کرے۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ نے مجھے مال دیا تو میں ہر حقدار کا حق ادا کروں گا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! ثعلبہ کو مال عطا فرما۔ اس نے بکریاں پالیں ان میں اس قدر افزائش ہوئی کہ مدینہ کی گلیاں ان سے تنگ ہونے لگیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتا پھر بکریوں کی طرف چلا جاتا تھا۔ ان میں اور افزائش ہوئی تو اس نے نماز جمعہ اور باجماعت نماز پڑھنا ترک کر دیا۔ اس کے پاس سے سوار گزرتے تو وہ ان سے حالات معلوم کرتا تھا حتیٰ کہ اللہ عزوجل نے اپنے رسول ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی

" خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ"(التوبہ 9:1031)

(ان کے اموال سے زکوٰۃ لیجئے جو ان کو پاکیزہ کرے اور ان کے باطن کو اس کے سبب سے صاف کرے) تب رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ کی وصول یابی پر دو شخص مقرر کیے)

ایک شخص انصار میں سے تھا اور ایک شخص بنو سلیم سے۔ اور ان کے لیے زکوٰۃ کی مقدار اور جانوروں کی عمریں لکھ دیں اور ان کو حکم دیا کہ وہ لوگوں سے زکوٰۃ وصول کریں۔ اور ثعلبہ کے پاس جائیں اور اس سے بھی اس کے مال کی زکوٰۃ لیں۔ سو انہوں نے ایسا کیا۔ جب وہ ثعلبہ کے پاس گئے اور اس کو رسول اللہ ﷺ کا مکتوب پڑھوایا، تب اس نے کہا پہلے اور لوگوں سے زکوٰۃ وصول کر لو پھر میرے پاس آنا۔ جب وہ لوگوں سے فارغ ہو کر اس کے پاس گئے تو اس نے کہا خدا کی قسم! یہ زکوٰۃ تو جزیہ کی بہن ہے۔ ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر یہ واقعہ عرض کیا۔ تب اللہ عزوجل

نے اپنے رسول ﷺ پر یہ آیات [1] نازل فرمائیں "اور ان میں سے بعض (منافقین) وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ اگر ہم کو اللہ نے اپنے فضل سے مال دیا تو ہم ضرور بہ ضرور صدقہ کریں گے" پھر انصار کا ایک شخص جو ثعلبہ کے قریب رہتا تھا، وہ ثعلبہ کے پاس گیا، اس نے اپنے بالوں میں خاک ڈالی اور رونے لگا، اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! یا رسول ﷺ! لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس سے زکوٰۃ کو قبول نہیں فرمایا۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد وہ حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس گیا اور کہا: اے ابو بکر! آپ کو معلوم ہے کہ اپنی قوم میں میرا کیا مقام ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے نزدیک میرا کیا مقام تھا۔ آپ مجھ سے زکوٰۃ قبول کر لیجئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس سے زکوٰۃ قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے زمانہ میں ان کے پاس گیا۔ انہوں نے بھی انکار کر دیا۔ پھر حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کے دور میں ان کے پاس گیا۔ انہوں نے بھی انکار کر دیا۔ پھر ثعلبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہی مر گیا۔"

اس واقعہ کو اتنی اس قدر شدّ و مد سے بیان کیا گیا کہ کتب سے ماخوذ محراب و منبر کے وساطت سے عوام الناس میں مشہور ہو گیا۔ لیکن اہلِ علم و بصیرت نے راویت کو درایت کے اصولوں پر پرکھا تو یہ حقیقت آشکار ہوئی کہ یہ جس صحابی (حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ عنہ) کی طرف منسوب کیا جاتا ہے حقیقت میں یہ واقعہ ان کی طرف جھوٹا منسوب کیا گیا ہے۔ اس واقعہ کے بارے میں اہل علم نے خوب محنت اور دیانت داری کے ساتھ تصفیہ کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ یہ روایت حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ عنہ سے متعلق نہیں ہے۔ اس روایت کے بارے میں جو چیز سب سے زیادہ مفید ہو گی وہ ہے درایت کا علم، ان لوگوں کی آراء و تحقیق جو فنِ اسماء الرجال میں مہارت رکھتے ہیں۔ آیئے دیکھتے ہیں علمِ روایت و درایت کے ماہرین اس روایت کے بارے میں کیا لکھتے ہیں۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ نے لکھا ہے:۔

"فذكر القصة بطولها، فقال : انه ثعلبه بن ابى حاطب۔ والبدرى اتفقوا علىٰ ثعلبه بن حاطب رضى الله عنه ؛ وقد ثبت انه ﷺ قال : "لا يدخل النار احد شهد بدراً والحديبية" وحكى عن ربه انه قال لاهل البدر :" اعملوا ماشئتم فقد غفرت لكم" فن يكون بهذه المثابة كيف يعقبه الله نفاقاً فى قلبه، وينزل فيه ما نزل؟ فالظاهر انه غيره ۔والله اعلم (ابنِ حجر:1415ھ)،(ابنِ اثیر:2006ء)،(ابنِ عبد البر: س ن)،(امام قرطبی:2012ء)،(ابنِ جوزی:1407ھ)،(ابراہیم العتیق:1995ء)،(علامہ مناوی:1418ھ)،(ابنِ سعد:1418ھ)،(ابنِ حزم:1352ھ)

پھر وہ طویل قصہ ذکر کیا، فرمایا: یہ ثعلبہ بن ابی حاطب ہے۔ اور بدری صحابی کے بارے میں تو سب کا اتفاق ہے کہ وہ "ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ عنہ) ہیں۔ اور یہ روایت پایہء ثبوت تک پہنچی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو لوگ بدر اور حدیبیہ میں شریک تھے ان میں سے کوئی بھی جہنم میں نہیں جائے گا"

نیز وہ ایک حدیثِ قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر سے فرمایا: "جو چاہے کرو میں نے تمہاری مغفرت کر دی"۔ جس کا یہ مرتبہ ہو اسے اللہ تعالیٰ دل میں نفاق کا بدلہ کیسے دے گا؟ اور جو کچھ نازل ہوا اس کے متعلق کیسے نازل ہو سکتا ہے؟ لہٰذا یہ بات ظاہر ہو گئی کہ وہ اس شخصیت (ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ عنہ) کے علاوہ ہے۔ واللہ اعلم

"اس واقعہ سے متعلقہ جس شخصیت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہ میرے خیال صحیح نہیں ہو گا۔ حالانکہ وہ بدری صحابی ہیں۔ اور یہ صحابی ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے، جس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ابِ مردویہ نے عطیہ کی سند سے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت " وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ" (التوبہ 76:9) کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ: یہ جو شخص جس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی وہ "ثعلبہ بن ابی حاطب" تھا جبکہ جو بدری صحابی تھے وہ "ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ عنہ" ہیں۔ اور یہ روایت اس حوالے سے بھی پایہء ثبوت تک پہنچتی کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ عَبْدًا لِحَاطِبٍ جَاءَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْكُو حَاطِبًا فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ لَيَدْخُلَنَّ حَاطِبٌ النَّارَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «كَذَبْتَ لَا يَدْخُلُهَا، فَإِنَّهُ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ۔ (امام مسلم:2010ء)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کی (کسی بات کی) شکایت کرتے ہوئے کہا: اللہ کے رسول! حاطب ضرور دوزخ میں جائے گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم جھوٹ کہتے ہو، وہ دوزخ میں داخل نہیں ہو گا کیونکہ وہ بدر اور حدیبیہ میں شریک ہوا ہے۔

اس حدیث کے مطابق دیکھا جائے تو حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ عنہ چونکہ بدری اصحاب میں سے ہیں اور جنت کی بشارت کے مصداق ٹھہرتے ہیں۔ اور اس بھی بڑی بات یہ کہ آیتِ مذکورہ کا مخاطب ثعلبہ بن ابی حاطب ہے جو کہ ایک منافق تھا۔ لہٰذا صحابی رسول ﷺ کی طرف ایسی روایت کی نسبت کرنا صحیح نہیں ہے۔

مزید ایک حدیث مبارکہ میں بدری صحابہ رضی اللہ عنھم کے بارے میں حدیث قدسی ملاحظہ فرمائیں جس کو امام بخاریؒ نے نقل کیا ہے:۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ، عَنْ حُصَيْنٍ ، عَنْ فُلَانٍ ، قَالَ : تَنَازَعَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، وَحِبَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ ، فَقَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، لِحِبَّانَ : لَقَدْ عَلِمْتُ مَا الَّذِي جَرَّأَ صَاحِبَكَ عَلَى الدِّمَاءِ ، يَعْنِي عَلِيًّا ، قَالَ : مَا هُوَ لَا أَبَا لَكَ ، قَالَ : شَيْءٌ سَمِعْتُهُ يَقُولُهُ ، قَالَ : مَا هُوَ ؟ ، قَالَ : بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَالزُّبَيْرَ ، وَأَبَا مَرْثَدٍ ، وَكُلُّنَا فَارِسٌ ، قَالَ : انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ حَاجٍ ، قَالَ أَبُو سَلَمَةَ : هَكَذَا قَالَ أَبُو عَوَانَةَ ، حَاجٍ : فَإِنَّ فِيهَا امْرَأَةً مَعَهَا صَحِيفَةٌ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ فَأْتُونِي بِهَا ، فَانْطَلَقْنَا عَلَى أَفْرَاسِنَا حَتَّى أَدْرَكْنَاهَا حَيْثُ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسِيرُ عَلَى بَعِيرٍ لَهَا ، وَقَدْ كَانَ كَتَبَ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ بِمَسِيرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ ، فَقُلْنَا : أَيْنَ الْكِتَابُ الَّذِي مَعَكِ ؟ ، قَالَتْ : مَا مَعِي كِتَابٌ ، فَأَنَخْنَا

بِهَا بَعِيرَهَا ، فَابْتَغَيْنَا فِي رَحْلِهَا ، فَمَا وَجَدْنَا شَيْئًا ، فَقَالَ صَاحِبَايَ : مَا نَرَى مَعَهَا كِتَابًا ، قَالَ : فَقُلْتُ : لَقَدْ عَلِمْنَا مَا كَذَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، ثُمَّ حَلَفَ عَلِيٌّ : وَالَّذِي يُحْلَفُ بِهِ لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ ، أَوْ لَأُجَرِّدَنَّكِ ، فَأَهْوَتْ إِلَى حُجْزَتِهَا وَهِيَ مُحْتَجِزَةٌ بِكِسَاءٍ ، فَأَخْرَجَتِ الصَّحِيفَةَ ، فَأَتَوْا بِهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ عُمَرُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، قَدْ خَانَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ ، دَعْنِي فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَا حَاطِبُ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ ؟ ، قَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، مَا لِي أَنْ لَا أَكُونَ مُؤْمِنًا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ، وَلَكِنِّي أَرَدْتُ أَنْ يَكُونَ لِي عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ يُدْفَعُ بِهَا عَنْ أَهْلِي وَمَالِي ، وَلَيْسَ مِنْ أَصْحَابِكَ أَحَدٌ إِلَّا لَهُ هُنَالِكَ مِنْ قَوْمِهِ مَنْ يَدْفَعُ اللَّهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ ، قَالَ : صَدَقَ ، لَا تَقُولُوا لَهُ إِلَّا خَيْرًا ، قَالَ : فَعَادَ عُمَرُ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، قَدْ خَانَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ ، دَعْنِي فَلِأَضْرِبْ عُنُقَهُ ، قَالَ : أَوَلَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ ، وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ اطَّلَعَ عَلَيْهِمْ ، فَقَالَ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ ، فَقَدْ أَوْجَبْتُ لَكُمُ الْجَنَّةَ ، فَاغْرَوْرَقَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ : اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ۔ (امام بخاری:2010ء)

ابو عبد الرحمن اور حبان بن عطیہ کا آپس میں اختلاف ہوا۔ ابو عبد الرحمن نے حبان سے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے ساتھی خون بہانے میں کس قدر جری ہو گئے ہیں۔ ان کا اشارہ علی رضی اللہ عنہ کی طرف تھا اس پر حبان نے کہا انہوں نے کیا کیا ہے، تیرا باپ نہیں۔ ابو عبد الرحمن نے کہا کہ علی کہتے تھے کہ مجھے، زبیر اور ابو مرثد رضی اللہ عنہم کو رسول کریم ﷺ نے بھیجا اور ہم سب گھوڑوں پر سوار تھے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اور جب روضہ خاخ پر پہنچو (جو مدینہ سے بارہ میل کے فاصلہ پر ایک جگہ ہے) ابو سلمہ نے بیان کیا کہ ابو عوانہ نے خاخ کے بدلے حاج کہا ہے۔ تو وہاں تمہیں ایک عورت (سارہ نامی) ملے گی اور اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا ایک خط ہے جو مشرکین مکہ کو لکھا گیا ہے تم وہ خط میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ ہم اپنے گھوڑوں پر دوڑے اور ہم نے اسے وہیں پکڑا جہاں آنحضرت ﷺ نے بتایا تھا۔ وہ عورت اپنے اونٹ پر سوار جا رہی تھی حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کو آنحضرت ﷺ کی مکہ کو آنے کی خبر دی تھی۔ ہم نے اس عورت سے کہا کہ تمہارے پاس وہ خط کہاں ہے اس نے کہا کہ میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے ہم نے اس کا اونٹ بٹھا دیا اور اس کے کجاوہ کی تلاشی لی لیکن اس میں کوئی خط نہیں ملا۔ میرے ساتھی نے کہا کہ اس کے پاس کوئی خط نہیں معلوم ہوتا۔ راوی نے بیان کیا کہ ہمیں یقین ہے کہ آنحضرت ﷺ نے غلط بات نہیں فرمائی پھر علی رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ اس ذات کی قسم جس کی قسم کھائی جاتی ہے خط نکال دے ورنہ میں تجھے ننگی کروں گا اب وہ عورت اپنے نیفے کی طرف جھکی اس نے ایک چادر کمر پر باندھ رکھی تھی اور خط نکالا۔ اس کے بعد یہ لوگ خط آنحضرت ﷺ کے پاس لائے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس نے اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے ساتھ خیانت کی ہے، مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا، حاطب! تم نے ایسا کیوں کیا؟ حاطب رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! بھلا کیا مجھ سے یہ ممکن ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ رکھوں میرا مطلب اس خط کے لکھنے سے صرف یہ تھا کہ میرا ایک احسان مکہ والوں پر ہو جائے جس کی وجہ سے میں اپنی جائیداد اور بال بچوں کو (ان کے ہاتھ سے) بچالوں۔ بات یہ ہے کہ آپ کے اصحاب میں کوئی ایسا نہیں جس کے مکہ میں ان کی قوم میں کے ایسے لوگ نہ ہوں جس کی وجہ سے اللہ ان کے بچوں اور جائیداد پر کوئی آفت

نہیں آنے دیتا۔ مگر میرا وہاں کوئی نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حاطب نے سچ کہا ہے۔ بھلائی کے سوا ان کے بارے میں اور کچھ نہ کہو۔ بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس نے اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کے ساتھ خیانت کی ہے۔ مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا یہ جنگ بدر میں شریک ہونے والوں میں سے نہیں ہیں؟ تمہیں کیا معلوم اللہ تعالیٰ ان کے اعمال سے واقف تھا اور پھر فرمایا کہ جو چاہو کرو میں نے جنت تمہارے لیے لکھ دی ہے اس پر عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں (خوشی سے) آنسو بھر آئے اور عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی کو حقیقت کا زیادہ علم ہے۔"

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ اس وجہ سے بھی مکمل نقل کی ہے ایک تو یہ پتہ چل جائے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس جب بھی کوئی آکر اپنی غلطی کا اعتراف کرتا اور معافی کا طلب گار ہوتا تو آپ ﷺ ہمیشہ عفو و درگزر سے کام لیتے اور رقیق القلبی کی وجہ سے رحمت والے معاملات فرماتے جیسا کہ حاطب ب ابی بلتعہ کو معاف فرما دیا۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے بارے اللہ کریم نے جنت کا وعدہ کیا اور ان سے راضی ہو جانے کا مژدہ بھی سنایا ہے۔ اس بارے میں یہ امر ہمیشہ ذہن میں رہے کہ حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ عنہ کے بدری صحابی ہونے کا بارے میں سب کا اتفاق ہے تو پھر یہ تصحیح کرنا ضروری ہے کہ وہ شخص کوئی اور تھا جس کا نام ثعلبہ بن ابی حاطب تھا نہ کہ ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ عنہ۔

زیرِ تحقیق روایت کے راویوں پر جرح کے حوالے سے حافظ جمال الدین ابو الحجاج یوسف مزی متوفی ۷۴۲ھ اس روایت کے راویوں کے متعلق لکھتے ہیں:۔ کہا یہ علی بن یزید ذاہب الحدیث ہے۔ (مزی: 1983ء)

مندرجہ بالا تحقیق و توثیق کے بعد عقلی و علمی استدلات کے حوالے سے زمانہ ماضی قریب کے جید عالم شیخ محمد عبدہ الازہریؒ نے "المنار" جو کے اِن کے دروس ہیں جن کے ان کے شاگرد الشیخ السید محمد رشید رضا نے 12 جلدوں میں مرتب کیا) انتہائی خوش اسلوبی سے لکھا کہ ہر قسم کے ابہام واشکالات دور ہو جاتے ہیں۔ جب اس روایت کا تجزیہ کرتے ہیں تو مندرجہ ذیل امور قابل فہم ہیں:۔ (السید رضا: س ن)

1: اس حدیث میں کئی اشکالات ہیں جو ان آیات کے نزول سے متعلق ہیں قرآن مجید کے سیاق سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ واقعہ غزوہ تبوک کے سفر کے موقع کا ہے۔ اور اس حدیث کے ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ زکوٰۃ کے فرض ہونے کے بعد پیش آیا اور مشہور یہ ہے کہ زکوٰۃ دو ہجری کو فرض ہوئی تھی اور غزوہ تبوک رجب نو ہجری میں ہوا تھا اور یہ واضح تعارض ہے۔

2: اس حدیث میں ہے کہ ثعلبہ نے پہلی بار جو زکوٰۃ نہیں دی اور اس کو جزیہ کی بہن کہا تھا وہ اس پر نادم ہوئے اور روئے اور توبہ صادقہ کی پھر بھی نبی اکرم ﷺ نے ان کی توبہ قبول نہیں کی اور یہ بات نبی رحمت ﷺ کی عام سیرت کے خلاف ہے۔ جبکہ نبی اکرم ﷺ منافقین کے ساتھ ان کے ظاہر حال کے اعتبار سے معاملہ فرماتے تھے۔

3: اس حدیث میں مذکور ہے کہ ثعلبہ نے توبہ صادقہ کرلی تھی جب کہ ان آیات کے ظاہر کا یہ معنی ہے کہ ان کی موت نفاق پر ہو گی اور وہ اپنے بخل اور زکوٰۃ سے اعراض سے توبہ نہیں کریں گے حالانکہ اس حدیث میں صراحت ہے کہ وہ بخل سے توبہ کر چکے تھے۔ اور بار بار زکوٰۃ پیش کرتے تھے۔

4: نیز اس حدیث میں مذکور ہے کہ نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر نے ان کی زکوٰۃ کو قبول نہیں کیا اور ظاہر شریعت پر عمل نہیں کیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کفر، نفاق اور معصیت سے توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ اور یہ ایسی چیز ہے کہ اس کی نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں اور اسلام میں کوئی نظیر نہیں ہے۔

5: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:۔ **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُسْنَدِيُّ ، قَالَ : حَدَّثَنَا أَبُو رَوْحٍ الْحَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ ، قَالَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ ، قَالَ : سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، أَن رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ، وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ ، إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ۔** (امام بخاری: 210ء)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ مجھے (اللہ کی طرف سے) حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جنگ کروں اس وقت تک کہ وہ اس بات کا اقرار کرلیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں اور نماز ادا کرنے لگیں اور زکوٰۃ دیں، جس وقت وہ یہ کرنے لگیں گے تو مجھ سے اپنے جان ومال کو محفوظ کرلیں گے، سوائے اسلام کے حق کے۔ (رہا ان کے دل کا حال تو) ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔"

اس حدیث کا تقاضا یہ ہے کہ جب ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ نہیں دی اور اس کو جزیہ کہا تو آپ ﷺ اس سے قتال کرتے نہ یہ کہ بعد میں جب وہ نادم ہو کر زکوٰۃ دینے آتا تو آپ ﷺ اس کی زکوٰۃ کو رد کر دیتے۔ سو اس حدیث میں صرف حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر ہی افتراء نہیں ہے بلکہ نبی علیہ الصلوٰۃ کی ذات پر بھی افتراء ہے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر بھی افتراء ہے۔ کیونکہ اس روایت کے مطابق انہوں نے بھی اس سے زکوٰۃ قبول نہیں کی۔ (عبدہ مصری: 1905ء)

اس روایت کا رسول اللہ ﷺ کے مزاج کے خلاف ہونا

عصرِ حاضر کے مفسر علامہ غلام رسول سعیدیؒ نے مذکورہ آیت وروایت کے بارے میں لکھا ہے:۔

اس بات کو ذکر کیا جا چکا ہے کہ حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ عنہ غزوی احد میں شہید ہو چکے تھے جب کا زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم نو (9) ہجری میں نازل ہوا بفرضِ محال مان بھی لیا جائے تو بھی یہ روایت نبی کریم ﷺ کی سیرت مطہرہ اور مزاجِ رحیم کے سراسر خلاف ہے۔ دیکھیں! حضرت ابوسفیان

رضی اللہ عنہ قبولِ اسلام سے پہلے نے متعدد بار مدینہ پر حملہ کیا اور آپ علیہ الصلٰوۃ والسلام کو ستانے میں اسلام کی ترویج و اشاعت کی راہ میں رکاوٹ بننے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی لیکن جب وہ اسلام لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمنے ان کا اسلام قبول کر لیا اور معاف فرما دیا۔ وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے محبوب چچا حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا لیکن جب وہ اسلام لانے کے لیے آئے تو آپ ﷺ نے ان کا اسلام قبول کر لیا۔ صفوان بن امیہ عمیر کو بھیجنے والے تھے آپ ﷺ نے ان کا اسلام قبول کر لیا اور معاف فرما دیا حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو معاف فرما دیا ۔ ایسی بہت سی مثالیں ہیں تو اگر ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ عنہ نے ایک بار زکوٰۃ دینے سے انکار کیا، پھر بعد میں اس پر توبہ کر لی اور سخت نادم ہوئے تو پھر یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ آپ ﷺ ان کی توبہ قبول نہ کرتے اور ان سے زکوٰۃ نہ لیتے۔

نبی رحمت ﷺ کی رحمت اور عفو و درگزر بخاری شریف کی اس روایت کیجیئے:۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ ، أَنَّهُ قَالَ : لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ دُعِيَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ ، فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَبْتُ إِلَيْهِ , فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، أَتُصَلِّي عَلَى ابْنِ أُبَيٍّ وَقَدْ ؟ , قَالَ : يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا أُعَدِّدُ عَلَيْهِ قَوْلَهُ ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ : أَخِّرْ عَنِّي يَا عُمَرُ ، فَلَمَّا أَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ : إِنِّي خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ لَوْ أَعْلَمُ أَنِّي إِنْ زِدْتُ عَلَى السَّبْعِينَ فَغُفِرَ لَهُ لَزِدْتُ عَلَيْهَا , قَالَ : فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , ثُمَّ انْصَرَفَ ، فَلَمْ يَمْكُثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى نَزَلَتِ الْآيَتَانِ مِنْ بَرَاءَةٌ وَلا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ إِلَى قَوْلِهِ وَهُمْ فَاسِقُونَ سورة التوبة آية, قَالَ : فَعَجِبْتُ بَعْدُ مِنْ جُرْأَتِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ , وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ۔ (امام بخاری:2010ء)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے مروی ہے کہ جب عبداللہ بن ابی ابن سلول مر اتو رسول اللہ ﷺ سے اس پر نماز جنازہ کے لیے کہا گیا۔ نبی کریم ﷺ جب اس ارادے سے کھڑے ہوئے تو میں نے آپ کی طرف بڑھ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ابن ابی کی نماز جنازہ پڑھاتے ہیں حالانکہ اس نے فلاں دن فلاں بات کہی تھی اور فلاں دن فلاں بات۔ میں اس کی کفر کی باتیں گننے لگا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ یہ سن کر مسکرا دیئے اور فرمایا عمر! اس وقت پیچھے ہٹ جاؤ۔ لیکن جب میں بار بار اپنی بات دہراتا رہا تو آپ نے مجھے فرمایا کہ مجھے اللہ کی طرف سے اختیار دے دیا گیا ہے' میں نے نماز پڑھانی پسند کی اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ ستر مرتبہ سے زیادہ مرتبہ اس کے لیے مغفرت مانگنے پر اسے مغفرت مل جائے گی تو اس کے لیے اتنی ہی زیادہ مغفرت مانگوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور واپس ہونے کے تھوڑی دیر بعد آپ پر سورۃ براءۃ کی دو آیتیں نازل ہوئیں۔ "کسی بھی منافق کی موت پر اس کی نماز جنازہ آپ ہرگز نہ پڑھایئے۔" آیت وھم فاسقون تک اور اس کی قبر پر بھی مت کھڑے ہوں' ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کی باتوں کو نہیں مانا اور مرے بھی تو نافرمان رہ کر۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے حضور اپنی اسی دن کی دلیری پر تعجب ہوتا ہے۔ حالانکہ اللہ اور اس کے رسول (ہر مصلحت کو) زیادہ جانتے ہیں۔

مندرجہ بالا حدیث کے تناظر میں دیکھا جائے تو نبی کریم ﷺ کے کتنے رحیم اور شفیق تھے کہ منافقوں کا سرغنہ عبد اللہ بن ابی سلول کے بارے میں دعا فرمائی، کیوں کہ یہ آپ کے اوصافِ حمیدہ کا تقاضا تھا، روایتِ ثعلبہ میں تو یہاں تک موجود ہے کہ اس نے گڑگڑاتے ہوئے، چِلاتے ہوئے اپنے سر میں خاک ڈالی اور روتا ہوا یارسول اللہ! یارسول اللہ! کہتا ہوا اپنی زکوۃ بارگاہِ نبوی ﷺ پیش کی لیکن آپ ﷺ نے اس اس زکوۃ قبول نہیں فرمائی ایسے سخت دِلی کا مظاہرہ کرنا آپ ﷺ کے شیانِ شان بھی نہیں تھا۔

نتائج

ہمارے عہد میں اردو زبان کی بھی بعض عام رائج تفاسیر میں یہ واقعہ حضرت ثعلبہ بن حاطب انصاری رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے، حالانکہ تحقیق کی روشنی میں یہ نسبت درست ثابت نہیں ہوئی۔ زیرِ بحث آیات وروایت کی تفسیر و تشریح میں حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ کو نفاق اور بخل جیسے الزامات سے بری ثابت کرنے کے لیے مفصل اور جامع گفتگو کی گئی ہے، تاکہ ان کی براءت ہر پہلو سے واضح ہو جائے اور اس باب میں کسی قسم کا ابہام یا تشنگی باقی نہ رہے۔ بعض خطباء اور واعظین نادانستہ طور پر ایک جلیل القدر بدری صحابی اور غزوہ احد میں شہادت کے رتبہ پر فائز ہوئے پر ایسا الزام لگا دیتے ہیں جو عقلی و نقلی دونوں اعتبار سے بے بنیاد ہے۔ امہات الکتب (طبری، درّ منثور، ابنِ کثیر وغیرہ) سے روایت لینے والوں نے ان تفاسیر کے مقدمات نہیں پڑھے، کسی بھی تصنیف کو پڑھنے کے لئے بنیادی شرط ہے کہ اس کا مقدمہ پڑھا جائے جس سے مصنف کا اسلوب و منہج واضح ہو جاتا ہے اور بہت سے اشکال سے بچ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روایت تو لے لی گئی مگر اُسی مصنف نے اپنی کسی دوسری کتاب میں اس روایت کی صحت کا حکم دیا ہوتا ہے۔ اس امر کو واضح کیا ہے کہ کسی بھی روایت کو لینے سے پہلے اس کی روایت اور درایت کے حوالے سے جان پڑتال کو لازم پکڑا جائے۔ اسی احساسِ ذمہ داری کے تحت میں نے یہ ضروری سمجھا کہ اس عظیم صحابی رضی اللہ عنہ کی ذاتِ اقدس سے اس بے بنیاد الزام کو علمی و تحقیقی بنیادوں پر دور کرنے کی کوشش کی ہے۔

سفارشات

☆ اس ریسرچ آرٹیکل کی وساطت سے یہ باور کروانا چاہتا ہوں کہ جن بھی کتب میں خصوصاً کتبِ تفسیر میں یہ روایت آئی ہے اس کی تفسیر و توضیح میں اس بات کو واضح کیا جائے کہ اور جن کتب میں یہ روایت موجود ہے چاہیے کہ "حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ عنہ" کی جگہ "ثعلبہ بن ابی حاطب لکھیں جو کہ ایک منافق تھا اور اُسی کے بارے میں ہی یہ آیتِ مذکور نازل ہوئی نہ کہ حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ عنہ کے بارے میں۔

☆ اُن کتب کے چھپنے والے نئے ایڈیشنز میں اس روایت کی تصحیح کی جائے۔

☆ مساجد، مدارس، سکولز، کالجز اور یونیورسٹیز میں قرآن فہمی کے اصولوں کے عوام الناس تک پہنچانے کے لئے تربیتی ورکشاپ کا انتظام کیا جائے۔

☆ واعظین و مبلغین اس طرح کے واقعات و قصص بیان کرنے سے گریز کریں جن سے اسلام دشمن عناصر کو الزام تراشی کا موقع ملے اور جس سے قرآن اور نبی اکرم حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی عزت و ناموس مجروح ہو۔

☆ اعلیٰ سطح کی تعلیم کے میدان میں اُن موضوعات پر تحقیقی آرٹیکلز لکھوائے جائیں جن کے بارے میں اشکالات پائے جاتے ہیں۔

مصادر ومراجع

القرآن الكريم

Al-Qurʾān al-Karīm.

البخاري، محمد بن إسماعيل. (٢٠٠٢). صحيح البخاري. بيروت: دار ابن كثير.

Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. (٢٠٠٢). Ṣaḥīḥ al-Bukhārī. Beirut: Dār Ibn Kathīr.

مسلم بن الحجاج. (٢٠٠٠). صحيح مسلم. بيروت: دار إحياء التراث العربي.

Muslim ibn al-Ḥajjāj. (٢٠٠٠). Ṣaḥīḥ Muslim. Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī.

أبو داود، سليمان بن الأشعث. (٢٠١٣). سنن أبي داود. تحقيق: عصام موسى هادي. السعودية: دار الصديق الجيل.

Abū Dāwūd, Sulaymān bin al-Ashʿath. (٢٠١٣). Sunan Abī Dāwūd. Edited by ʿIṣām Mūsā Hādī. Al-Suʿūdiyyah: Dār al-Ṣiddīq al-Jalīl.

الدارمي، عبد الله بن عبد الرحمن .سنن الدارمي. دمشق: دار الرسالة العالمية، ٢٠٠٠م (تحقيق حسين سليم أسد)

Al-Dārimī, ʿAbd Allāh ibn ʿAbd al-Raḥmān. Sunan al-Dārimī. Damascus: Dār al-Risālah al-ʿĀlamiyyah, 1420 AH / 2000 CE (edited by Ḥusayn Salīm Asad).

ابن كثير، إسماعيل بن عمر الدمشقي. تفسير القرآن العظيم. بيروت: المكتبة العصرية، ٢٠١١م.

Ibn Kathīr, Ismāʿīl ibn ʿUmar al-Dimashqī. (2011). *Tafsīr al-Qurʾān al-ʿAẓīm*. Beirut: Al-Maktabah al-ʿAṣriyyah.

القرطبي، محمد بن أحمد بن أبي بكر. الجامع لأحكام القرآن. لاهور: ضياء القرآن پبليكيشنز، ٢٠١٢م.

Al-Qurṭubī, Muḥammad ibn Aḥmad ibn Abī Bakr. (2012). *Al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān*. Lahore: Ḍiyāʾ al-Qurʾān Publications.

ابن الجوزي، عبد الرحمن بن علي.زاد المسير في علم التفسير .بيروت: المكتب الإسلامي، ١٤٠٧هـ.

Ibn al-Jawzī, ʿAbd al-Raḥmān ibn ʿAlī. (1407 AH). *Zād al-Masīr fī ʿIlm al-Tafsīr*. Beirut: Al-Maktab al-Islāmī.

رشيد رضا، محمد.تفسير المنار .القاهرة: دار المنار، د.ت.

Rashīd Riḍā, Muḥammad. (n.d.). *Tafsīr al-Manār*. Cairo: Dār al-Manār.

ابن حجر العسقلاني، أحمد بن علي. الإصابة في تمييز الصحابة. بيروت: دار الكتب العلمية، ١٤١٥هـ.

Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, Aḥmad ibn ʿAlī. (1415 AH). *Al-Iṣābah fī Tamyīz al-Ṣaḥābah*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah.

ابن الأثير، علي بن محمد الجزري.أسد الغابة في معرفة الصحابة .لاهور: الميزان، ٢٠٠٦م.

Ibn al-Athīr, ʿAlī ibn Muḥammad al-Jazarī. (2006). *Usd al-Ghābah fī Maʿrifat al-Ṣaḥābah*. Lahore: Al-Mīzān.

ابن عبد البر القرطبي، يوسف بن عبد الله.الاستيعاب في معرفة الأصحاب .بيروت: دار الكتب العلمية، د.ت.

Ibn ʿAbd al-Barr, Yūsuf ibn ʿAbd Allāh al-Qurṭubī. (n.d.). *Al-Istīʿāb fī Maʿrifat al-Aṣḥāb*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah.

المزي، جمال الدين يوسف بن عبد الرحمن.تهذيب الكمال في أسماء الرجال .بيروت: دار الفكر، ١٩٨٣م.

Al-Mizzī, Jamāl al-Dīn Yūsuf. (1983). *Tahdhīb al-Kamāl fī Asmāʾ al-Rijāl*. Beirut: Dār al-Fikr.

ابن سعد، محمد بن سعد.الطبقات الكبرى .بيروت: دار صادر، ١٤١٨هـ.

Ibn Saʿd, Muḥammad ibn Saʿd. *Al-Ṭabaqāt al-Kubrā*. Beirut: Dār Ṣādir, 1418 AH.

ابن قدامة، عبد الله بن أحمد.المغني .بيروت: دار الكتب العلمية، ١٩٩٤م.

Ibn Qudāmah, ʿAbd Allāh ibn Aḥmad. (1994). *Al-Mughnī*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah.

ابن حزم الأندلسي، علي بن أحمد بن سعيد.المحلى بالآثار .دمشق: إدارة الطباعة، ١٣٥٢هـ.

Ibn Ḥazm al-Andalusī, ʿAlī ibn Aḥmad ibn Saʿīd. (1352 AH). *Al-Muḥallā bi-l-Āthār*. Damascus: Idārat al-Ṭibāʿah.

السيوطي، جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر.الحاوي للفتاوى .فيصل آباد: المكتبة النورية الرضوية، د.ت.

Al-Suyūṭī, Jalāl al-Dīn ʿAbd al-Raḥmān ibn Abī Bakr. *Al-Ḥāwī li-l-Fatāwā*. Faisalabad: Al-Maktabah al-Nūriyyah al-Raḍawiyyah, n.d.

المناوي، شمس الدين عبد الرؤوف.فيض القدير شرح الجامع الصغير .مكة المكرمة: مكتبة نزار مصطفى الباز، ١٤١٨هـ.

Al-Manāwī, Shams al-Dīn ʿAbd al-Raʾūf. (1418 AH). *Fayḍ al-Qadīr Sharḥ al-Jāmiʿ al-Ṣaghīr*. Makkah: Maktabat Nizār Muṣṭafā al-Bāz.

العتيق، يوسف بن محمد بن إبراهيم.قصص لا تثبت .السعودية: دار الصميعي للنشر والتوزيع، ١٩٩٥م.

Al-ʿAtīq, Yūsuf ibn Muḥammad ibn Ibrāhīm. (1995). *Qiṣaṣ Lā Tathbut*. Saudi Arabia: Dār al-Ṣumayʿī.